 	گُستاف کلیمپر بائن اَز ہرمن مینسنگ übersetzt von Tanzeela Buttar
	وہ بڑا نہیں ہے- وہ چھوٹا نہیں ہے- وہ بیوقوف نہیں ہے ، اور وہ ہر گِز پاگل نہیں ہے- لیکن موٹا، وہ موٹا ہے بہت- تقریباً ریچھ جتنا موٹا- اُسکا نام ہےگُستاف : گُستاف کلیمپربائین!
	گُستاف ایک بڑے شہر میں ایک گھر میں رہتا ہے- جب گُستاف گھر سے باہر نکلتا ہے تو اُسکے آس پاس ہر چیز بہت بڑی ہوتی ہے- بڑی اور پتلی- گھر، گاڑیاں ،لوگ ، حتٰی کہ کُتے بھی چل پھر رہے ہوتے ہیں ، اور سب مصروف ہوتے ہیں- گُستاف نہیں-
	گُساف کو گھنے پیڑ پسند ہیں ، جن کے پیچھے آپ چُھپ سکتے ہیں ، بڑی کاریں جن میں کافی جگہ ہے ، موٹے کُتے، جِن کے ساتھ آپ بھاگ سکتے ہیں اور موٹے بچت کھاتے ، جِن سے آپ کبھی غریب نہ ہو- اُسک علاوہ اُسے بڑے ہوائی جہاز، بڑے بحری جہاز، موٹی مکھن روٹی، موٹے، موٹے اور موٹے کمبل پسند ہیں- اور سب سے زیادہ وہ اپنی موٹی ماں ،اپنے موٹے باپ ،اپنے موٹے طوطے اور اپنی تین موٹی سُنہری مچھلیوں سے پیار کرتا ہے-
	سب کُچھ ٹھیک ہوتا ااگرایک مسئلہ نہ ہوتا: پتلے اُسکو چھیڑتے ہیں- "گُساف ہلتا پیٹ!" ، وہ چیختے ،جب وہ اسکول کے میدان میں داخل ہوتا- "گُستاف موٹا سانڈھا!" ، بھی- "گُستاف موٹا پیٹ!" ، کبھی کبھی- "گُستاف ہلتی ٹانگ!"کبھی کبھار- لیکن زیادہ تر وہ پُکارتے: " گُستاف ہلتا پیٹ!" "ہلتا پیٹ! موٹا سانڈھا! سب چُھپانے کا سامان!"

یہ بد تمیزی برداشت کرنا اُس کے لئیے مُشکل ہو گیا تھا۔
مگر وہ اِسکے بارے میں کس سے ذکر نہیں کرنا چاہتا تھا۔
حتٰی کہ ماں اور باپ سے بھی نہیں۔
وہ اِسکا حل تلاش کرنا چاہتا تھا، مگر خود اکیلے۔
اُس نے بہت سوچ بچارکی۔
"نظر اندازکرو!" ، اُسکے اندر سے آواز آئی۔
"نظر - کیا؟"
"انداز!"اُسکے اندر سے پھر آواز آئی۔
"نظ - ر - اند - از!"
"ایک کان سے سنو ! دوسرے سے نکال دو!"
"بلکُل کان نہ دھرو! بات ختم!"
کیا پتہ یہی ایک کوشش کامیاب ہو جائے ----

گُستاف ساری دوپہر نیلے بیرونی دروازے کے سامنے سیڑھیوں پر بیٹھا رہا اور سوچتا رہا۔

جیسے ہی شہر میں شام ڈھلی ، وہ چُپکے سے پچھلے دروازے سے صحن میں داخل ہوا ، دبے پاؤں سیڑھیاں اُوپر چڑھا ، اپنے کمرے میں گیا اور اندر سے تالا لگا لیا۔
"گُستاف!" ، اُسکی ماں نے بُلایا۔
کوئی جواب نہیں۔
"گُستاف ، تُم اُوپر کر کیا رہے ہو؟"
"آؤ ، ہم رات کا کھانا کھانے لگے ہیں۔ "

گُستاف کا پیٹ ایک بھوکے شیر کی طرح آوازیں نکال رہا تھا ، مگر گُستاف فیصلہ کر چُکا تھا ، کہ وہ تب تک اپنے کمرے میں سوچ بچار کرے گا ، جب تک وہ یہ جان نہیں لیتا کہ اُسکو کیا کرنا ہو گا۔
مگر پھر اُسکا باپ آیا اور اُسے دروازے کا تالا کھولنے پر راضی کر لیا۔
"کیا بات ہے؟"اُسنے پُوچھا۔
او اوں!" ، گُستاف نے کہا۔
"کوئی مسلۂ ؟"
"ہوں اُو ہُوں!"
اور چُونکہ اُسکو یہ اچھا لگا اُسنے اپنے والدین کوساری کہانی سُنا دی۔
"او، ہو،ہوں "، اُسکے باپ نے کہا اور اپنا سر کُھجایا۔
"بیڑہ غرق!" ، اُسکی ماں نے کہا۔

	اچانک دروازے کے باہر سے ایک خوفناک بھونکنے کی آواز آئی۔ "میں ذرا دیکھتا ہوں ، کہ وہاں کیا ہو رہا ہے!" ، گُستاف نے کہا۔ اُسے ذرا بھی ڈر نہیں۔ وہ بہت آرام سے نیلے بیرونی دروازے کی جانب گیا اور اُسے کھول دیا۔ اور پھر اُس نے اُسکو دیکھا! سوکھا ہوا! لکڑی جیسا سوکھا ہوا! بڑا! بہت بڑا! خوفناک! اب تک کا سب سے خوفناک کُتّا۔
	یہ کُتّا اُدھر بیٹھا ہوا تھا۔ گُستاف نے اُسکو گھورا۔ کُتّے نے واپس گھورا۔ گُستاف نے کہا: "خوش آمدید۔ " "واؤ!" ، کُتّا بھونکا اور خُوشی سے اپنی دُم ہلائی۔ "کوئی خطرہ نہیں!" ، گُستاف نے گھر کے اندر اطلاع دی، " یہ ایک کُتّا ہے۔ " "آ جاؤ! ، گُستاف نے کہا۔
	کُتّا گُستاف سے آگے نکل گیا اور باورچی خانے کی جانب چل پڑا۔ "ہائے – یہ وہ کُتّا ہے!" ، گُستاف کی ماں نے ڈرتے ہوئے کہا۔ کُتّا اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوا ، اپنے سامنے والے پنجے اُسکے کندھوں پر رکھے اور اور اُسکے پورے منہ کو ایک بار اپنی زبان سے چاٹا۔
	کُتّا گُستاف سے آگے نکل گیا اور باورچی خانے کی جانب چل پڑا۔ "ہائے – یہ وہ کُتّا ہے!" ، گُستاف کی ماں نے ڈرتے ہوئے کہا۔ کُتّا اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوا ، اپنے سامنے والے پنجے اُسکے کندھوں پر رکھے اور اور اُسکے پورے منہ کو ایک بار اپنی زبان سے چاٹا۔

	“واؤ!” ، وہ بھونکا ، بیٹھ گیا اور سب کو دوستانہ نظروں سے دیکھا۔ گُستاف کے باپ نے احتیاط سے ایک ہاتھ آگے بڑھایا اور اُسکے سر پر پھیرا۔ کُتّا خوشی سے کانپنے لگ گیا۔ گُستاف کی ماں نے اُسے گھورا۔ گُستاف ساتویں آسمان پر جُھولنے لگ گیا۔ اِس کُتّے کو وہ کبھی بھی جانے نہیں دے گا۔ “یہ اتنا کمزور ہے!” ، گُستاف کی ماں نے کہا ، “یقیناً یہ بھوکا ہے۔ “ “واؤ!” ، کُتّا بھونکا۔
	گُستاف نے اُسکو اپنا رات کا کھانا دے دیا۔ ایک پلیٹ قیمے والی نوڈلز۔ کُتّے نے ایک جھٹکے میں پلیٹ خالی کر دی۔ کُتّے نے اپنے آپ کو گُستاف کے قریب کر لیا اور اُسکو اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے پیار سے دیکھا۔
	یقیناً، کہ کُتّا گُستاف کے کمرے میں سوتا۔ یقیناً ، گُستاف نے رات میں اپنے بارے میں سب بتایا۔ یقیناً ، گُستاف نے اُسے ایک نام دیا۔ اُسنے اُسکا نام پتلُو رکھا! کُتّے کو یہ پسند آیا۔ جب گُستاف “پتلُو” پُکارتا ، تو وہ دُم ہلاتا۔ جب گُستاف کہتا، “پتلُو نیچے بیٹھو!” وہ بیٹھ جاتا۔ جب گُستاف کہتا ، “پتلُو پیارے بن کے دکھاؤ” تو وہ پیارا بن جاتا۔
	جب گُستاف صبح اسکول کے لئیے تیار ہوا ، پتلُو بھی ہر صورت ساتھ جانا چاہتا تھا۔ “یہ مُمکن نہیں!” ، گُستاف نے کہا۔ پتلُو غُرایا۔ “واقعی!” ، گُستاف نے کہا۔ پتلُو نے اپنا خوفناک جبڑا دکھایا۔ “تمہیں اِدھر ہی رہنا پڑے گا!” ، گُستاف نے کہا، “میں جلد ہی واپس آ جاؤں گا۔ پتلُو کے گردن کے بال کھڑے ہو گئے۔ گُستاف کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا : اُسنے پتلُو کو پلنگ کے پائے کے ساتھ باندھ دیا۔ جیسے ہی گُستاف نکلا ، پتلُو نے دکھ بھری آواز نکالی۔

اسکول میں سب اُسی طرح تھا۔
"ہلتا پیٹ!"
"موٹا سانڈھا!"
"سب چُھپانے کا سامان!" ، بچّے چِلائے۔
گُستاف نے وہ آزمایا ، جو اُس نے سوچا ہوا تھا:
ایک کان سے سُنو دوسرے سے نکالو۔
اُسے ایسے محسوس ہوا ، جیسے اُسکا اس سے کوئی لینا دینا نہیں۔
یہ آسان نہیں تھا۔

لیکن بڑے وقفے میں ، نظر انداز کرنا کافی کارآمد تھا۔

جیسےہی ہنس لانگے ہلتا پیٹ پُکارتا ہے ،ایک سایہ ، اتنا سُرمئی جیسے صبح کی نکلتی روشنی سا ، تیزی سے اسکول کے صحن سے نکلا اور ہنس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔
سایہ غُرایا۔
ہنس لانگے کا رنگ پیلا پڑ گیا۔
اُسکا چہرہ اب بہت لمبا ہو گیا تھا۔
سایے نے اپنے خطرناک دانت دِکھائے۔
ہنس لانگے خوف سے جم گیا۔
گُستاف نے سایے کو پہچان لیا۔
"پتلو ، بیٹھ جاؤ!" ، اُس نے پُکارا۔
ہنس لانگے نیچے بیٹھ گیا۔

"نہیں ، تم تو نہیں!" ، گُستاف نے کہا۔

ہنس لانگے اسکول کے صحن میں بیٹھ گیا۔
پتلُو اُسکے قریب بیٹھ گیا۔
گُستاف آیا۔
"پتلُو!" ، تُم یہاں کیسے آئے؟ اُس نے کہا۔
پتلُو خوشی سے کانپا اور اپنی ٹھنڈی تھوتھنی کو گُستاف کی ناک سے رگڑا۔
ہنس لانگے احتیاط سے اُوپر اُٹھا۔
"یہ تُمہارا ہے ، گُستاف؟" ، اُس نے پُوچھا۔
"کیا میں نے ٹھیک سُنا؟" گُستاف نے سوچا۔

"کیا اُسنے گُستاف کہا؟"

کیا یہ تُمہارا کُتّا ہے؟" ، ہنس نے دُہرایا۔
"نہیں!" ، گُستاف نے کہا ، "ہاں ں ں !میں- میں – آں – میں ابھی نہیں جانتا!"
"تو پھر یہ کیا ہے ، موٹے سانڈھ؟"
ہنس نے ابھی بات ختم بھی نہیں کی تھی کہ ، پتلُو نے اُسے پھر سے اپنے خطرناک دانت دِکھائے۔
اورنہ صرف یہ۔
پتلُو نے ہنس کی پتلون کی ٹانگ کو پکڑا اور اُسے زور سے کھینچا۔

اتنا زور سے ، کہ ہنس اپنی پیٹھ پر گِر گیا۔

“اچھا کُتّا!” ، ہنس نے التجا کرتے کہا، “بہت اچھا کُتّا!
“پتلُو، آؤ، چھوڑ دو اِسے!” ، گُستاف نے کہا۔
وقفہ ختم ہو گیا ہے۔
پتلُو اسکول کے دروازے کی جانب چلا گیا اور انتظار کرنے لگ گیا۔
جیسا کہ گُستاف نے اُسے کہا تھا۔
گُستاف کی کلاس میں سب پتلُو کے بارے میں بات کر رہے تھے۔
وہ کہاں سے آیا ہے!وہ سب جاننا چاہتے تھے۔
اُسکا نام کیا ہے۔
اُسکی عمر کیا ہے۔
اور کیا وہ انسانوں کو کاٹتا ہے وغیرہ وغیرہ----
“ہاں ” ، گُساف نے کہا ، وہ انسانوں کو کاٹ سکتا ہے۔
“موٹے سانڈھ کے پاس ایک آدم خور ہے!”

اُسی لمحے دُور سے ایک آواز آئی ، چنگھاڑنے کی ، کہ سب سکتے میں آ گئے۔
“بس پھر!” ، گُستاف نے کہا ، “پتلُو اِسکے خلاف ہے ، جب تم مجھے موٹا سانڈھ کہتے ہو!”
“لیکن یہ تو صرف مذاق کی بات ہے!” ، سب بولے۔
“بڑا کوئی مذاق ہے” ، میں تو اِس پر نہیں ہنس سکتا!” ، گُستاف نے کہا۔

اسکول ختم ہو گیا۔
پتلُو نے گُستاف کو سلام کیا۔
پتلُو کی چوہے جتنی پتلی دُم اِدھر اُدھر ہل رہی تھی۔
بڑی آنکھیں خُوشی سے چمک رہی تھیں
“آؤ!” ، “گھر کی طرف” ، گُستاف نے کہا۔
بچّے اُنکی طرف دیکھ رہے تھے۔
ایک کیسا کُتّا ، انُکو بھی چاہیے تھا۔

ختم شُد